امامِ اہلِ سنت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا علی ...... زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

شہر بانو اور یزدگرد

ایک مختصر تاریخی اور تحقیقی تجزیہ

۱۔ امام ثانی برحق وخلیفۂ راشد، مراد وصہرِ رسول، دامادِ علی، سیدنا عمر فاروق اعظم سلام اللہ ورضوانہ علیہ نے ایرانی قیدیوں کو (بالعموم) لونڈی غلام نہیں بنایا اور نہ کسی سے سخت برتاؤ کیا۔ ''اھواز'' کے باشندوں نے بغاوت کی تو لحنِ داؤدی کے مالک مشہور مؤذّن وصحابیِ رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بحکمِ خلیفۂ برحق اس کا قلع قمع کر کے ہزاروں قیدیوں کو لونڈی غلام بنا کر لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو انھوں نے حکم لکھ بھیجا کہ سب کو رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ چھوڑ دیے گئے۔ (الفاروق، للشبلی ص:۱۲۹، جلد:۱)

۲۔ ایران کا پایۂ تخت ''مدائن'' جب فتح ہوا تو وہاں کا ایک متنفس بھی قیدی نہیں بنایا گیا۔ بلکہ اُن لوگوں نے اسلامی ''جزیہ'' دے کر ''ذمّی'' بن کر رہنا قبول کر لیا اور وہ بدستور اپنے گھروں اور املاک وجائیداد پر قابض ومتصرف رہے۔

(الطبری، ص:۱۱۳، جلد:۴) (محاضرات تاریخ الامم الاسلامی، الشیخ خُضری بک مصری مرحوم، ص:۲۸، جلد:۲)

۳۔ جَلُولَاء کی فتح پر البتہ مالِ غنیمت کے علاوہ غلام اور لونڈیاں مجاہدین کے ہاتھ آ گئے۔ اُن میں ایران کے اعلیٰ خاندان کی لڑکیاں بھی تھیں۔ جن سے بعد میں مسلمانوں کی اولاد بھی ہوئیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ''السَّبــــا یــــا الجُلولِیات'' کی اولاد کی فتنہ پردازیوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

۴۔ امام رابع برحق وخلیفۂ راشد، عم زاد ودامادِ ثالث رسول، زوجِ فاطمۃُ البتول، صہرِ عمر، سیدنا علی سلام اللہ ورضوانہ علیہ کے دورِ خلافت میں کابل یا نیشاپور سے کسریٰ پرویز کے خاندان کی کوئی خاتون بنتِ بامان گرفتار ہو کر آئی تھی۔ آپ نے اپنے بڑے فرزند سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے لیے اُس کو فرمایا تو اس نے انکار کر دیا اور ایران کے ایک زمیندار کی زوجیت قبول کر لی تھی۔ (الاخبار الطّوال، ص:۱۶۴)

۵۔ امامِ ثالث برحق وخلیفۂ راشد، ہمشیر زاد ودامادِ ثانی رسول، زوجِ رقیہ واُمّ کلثوم ذوالنورین سیدنا عثمان غنی سلام اللہ ورضوانہ علیہ نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ''ھُــرمُزان'' جو بظاہر مسلمان تھا لیکن عبیداللہ کے ہاتھ سے ''سازشِ قتلِ فاروق'' کے گمان میں مقتول ہو گیا تھا۔ اُن کو ھُــرمُــزان کے مسلمان لڑکے اور ''وَلیّ الدّم'' ''قُبا ذَان'' کے سپرد کر دیا تا کہ وہ اپنے باپ کا بدلہ لے لے۔ لیکن چونکہ وہ آثار وقرائن کے تحت صحیح مسلمان تھا اور اپنے باپ کے متعلق سازشِ قتلِ فاروق میں

’’شرکت‘‘ پر یقین رکھتا تھا اس لیے اُس نے اُلٹے اپنے باپ کے قتل کو صحیح سمجھ کر عبیداللہ بن عمر کو فتـر کـہ للّٰـہ (محض اللہ کے لیے معاف کر کے چھوڑ دیا تھا) طبری نے اس واقعہ کی روایت کو جداگانہ عنوان قائم کر کے تحریر کیا ہے۔ (طبری، ص:۴۳،۴۴، جلد:۵) لیکن اعداءِ عثمان نے حضرت کے اس انصاف و دیانت کی صحیح روایت کو بغض میں دانستہ چھوڑ کر اپنے مال سے دیت ادا کر کے عبیداللہ کو ازخود رہا کر دینے والی ’’بلاسند‘‘ روایت کو مشہور و مقبول بنایا تا کہ اُن کو معاذ اللہ ظالم اور خلافِ شریعت کا عامل ثابت کیا جا سکے۔ ’’طٰہٰ حسین‘‘ مصری ملحد نے بھی بغضِ عثمان میں یہ خرافاتی روایت قبول کر لی، جو غلط ہے۔

۶۔　’’یزدگرد ابن شہریار‘‘ ساسانی نسل کا آخری بادشاہ تھا، وہ ۱۳ھ میں تخت نشین ہوا تو اس وقت اس کی عمر سولا برس کی تھی۔ وَھُوَ یَوْمَئِذٍ غُلَامٌ ابْنُ سِتَّ عَشَرَۃَ سَنَۃً۔ (الاخبار الطّوال، ص:۱۲۵) (اور وہ اس وقت سولا برس کا (نوخیز) لڑکا تھا۔) ایڈورڈ گبن نے اُس کی عمر پندرا سال بتائی ہے لیکن اس کی اور بعض دوسرے مؤرخین کی بتائی ہوئی سولا برس سے زائد کی جو عمر بتائی گئی ہے وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ ’’شیرَوَیہ ابن پرویز‘‘ نے اپنے (حقیقی اور سوتیلے وغیرہم کو ملا کر) پندرا بھائیوں کو (تخت و تاج و ملک کے لیے) قتل کر ڈالا تھا۔ پھر جوابی کارروائی میں وہ خود بھی قتل ہوا اور اس کا بیٹا ’’اُردِیشیر ابن شِیرَوَیہ‘‘ بھی مارا گیا، اُس کے بعد درباریوں نے اپنے مشورہ اور زور پر ایک اور نوجوان ’’جواں شیر‘‘ کو تخت پر بٹھایا۔ مگر وہ ایک سال کے اندر اندر مر گیا۔ اُس کے بعد اب ساسانی نسل میں سے بادوریا کی ایک نائن کے پیٹ سے پیدا شدہ اور بہت صغیر السِّن لڑکے یزدگرد ابن شہریار کے سوا اب اور کوئی شہزادہ باقی نہیں رہا تھا۔ اس لیے ’’پُوران دُخت‘‘ شہزادی کو اس شرط سے تخت نشین کیا گیا کہ وہ صرف یزدگرد کے سنِ شعور کو پہنچنے تک حکمران رہے گی اور جب وہ جوان ہو جائے گا تو پھر اپنے تخت و تاج کا مالک ہوگا۔ چنانچہ جب وہ سولا سال کا ہو گیا تو حسبِ تجویز و قرارداد اور معاہدہ و شرط کے مطابق۔ جبکہ ’’خلافتِ فاروقیہ‘‘ کا آغاز ہی تھا اور پُوران دُخت کا خاتمہ ہو گیا۔ تو پھر یزدگرد تخت نشین ہو گیا۔

۷۔　یزدگرد کی تخت نشینی کے صرف دو ہی سال بعد جب اُس کی عمر اٹھارا برس تھی۔ قادسیہ کی مشہور انقلابی جنگ کے نتیجہ میں ایران کا پایۂ تخت مدائن فاتحِ ایران رکنِ عشرۂ مبشرہ، خالِ رسول (نبی علیہ السلام کے ماموں) سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔ تو یزدگرد فوجِ صحابہ و تابعین کی چڑھائی اور مسلسل فتوح کا حال سن کر اپنا پایۂ تخت چھوڑ کر فرار ہوا اور مع اہل و عیال و متعلقین خاندان ’’حُلْوان‘‘ جا پہنچا۔

وَمَضٰی اِلٰی حُلوانَ مَعَہٗ وُجوہُ اَساوِرَتِہٖ وَ حَمَلَ مَعَہٗ بَیْتَ مَالِہٖ وَ خِفَّ مَتَاعِہٖ وَ خَزَانَتَہٗ والنِّسَاءَ وَالذَّرَارِیَ۔	وہ (یزدگرد) حلوان کی طرف چلا گیا۔ اس کے ساتھ سربرآوردہ اسادرہ بھی تھے اور اپنے ساتھ اپنا بیت المال، ہلکا سامان اور خاندان کی عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ لے گیا۔

(فتوح البلدان للبلاذری، ص ۲۷۱)

علامہ ابوحنیفہ دینوری رحمہ اللہ تائیداً لکھتے ہیں کہ:

ثُمَّ تَحَمَّلَ فِیْ حَرَمِهٖ وَ حَشَمِهٖ وَ خاصَّةِ اَهْلِ بَیْتِهٖ حتّٰی اَتَوْا حُلْوَانَ فَنَزَلَهَا.

پھر وہ (یزدگرد) اپنی بیویوں اور خادموں اور اپنے خاص اہل خاندان کو لے کر (مدائن سے) کوچ کر گیا اور یہ سب لوگ حلوان آ پہنچے اور یزدگرد وہاں ٹھہر گیا۔

(الاخبار الطوال، ص: ۱۳۳)

پھر جب اسلامی لشکر نے حُلْوَان کا رخ کرلیا تو اپنے اہل وعیال اور اہلِ خاندان کو لے کر قم اور قاشان کی طرف بھاگتا پھرا۔

فَتَحَمَّلَ بِحَرَمِهٖ وَ حَشَمِهٖ وَ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اَمْوَلِهٖ وَ خَزَائِنِهٖ حتّٰی نَزَلَ قُمَّ و قَاشَانَ.

پھر وہ (یزدگرد) اپنی بیویوں اور نوکروں اور اپنے ساتھیوں اور اُن اموال اور خزانوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے ساتھ لیتا گیا اور قم وقاشان میں جا ٹھہرا۔

(الاخبار الطوال، ص: ۱۳۶)

الغرض اسی طرح اسلامی لشکر کے خوف سے ایک مقام سے دوسری جگہ تک اپنے اہل وعیال، بیویوں، بچوں، نوکروں، ساتھیوں اور اموال ودولت لے کر بھاگتا رہا اور دربدر مارا مارا پھرتا رہا اور بالآخر ۲۹ھ میں خراسان جا پہنچا اور پھر وہاں سے مَرْو میں جا پہنچا اور ۳۰ھ میں خلافتِ عثمانیہ کے تیسرے حصہ کے اندر اس کا ایک حادثہ میں ایک پنہارے کے ہاتھ سے خاتمہ ہوگیا۔

۸۔ ان تصریحات سے بالکل یقینی طور پر ثابت ہوگیا کہ یزدگرد اور اس کے خاندان پر اسلامی لشکر آخر وقت تک قابو نہیں پا سکا۔ چنانچہ شبلی نے الفاروق، ص: ۱۷۲، جلد: ۲ میں شہربانوں سمیت اس کی فرضی تین بیٹیوں کے مدائن سے قید ہوکر آنے اور مدینہ میں حضرت عمر کی طرف سے بازار میں عام لونڈیوں کی طرح اُن کے بیچے جانے والی روایت کی تغلیط کردی ہے اور لکھا ہے کہ وہ حُلْوَان سے اصفہان وہاں سے کرمان اور پھر مَرْو پہنچ کر عہدِ عثمانی کے اندر ۳۰ھ میں مارا گیا۔ اگر اُس کی کوئی اولاد قید ہوکر غلام اور باندی بنی بھی ہو تو دورِ عثمانی میں تو ہوسکتی ہے۔ عہدِ فاروقی میں نہیں۔ لہٰذا ربیع الابرار میں زمخشری کا یہ روایت نقل کرنا محض سنی سنائی کو لکھنا اور خلافِ تحقیق ہے۔ کیونکہ یعقوبی، طبری، ابن الاثیر جزری، بلاذری، اور ابن قتیبہ جیسے شناسائے حال مؤرخین میں سے کسی نے بھی یہ روایت نہیں لکھی۔

۹۔ یزدگرد نے اپنی مختصر زندگی اور عہدِ حکومت کے اندر بعض بادشاہانِ وقت کے پاس اپنے سفیر بھیجے تو اسی سلسلہ میں شاہ چین سے بھی مدد طلب کی مگر ناکام رہا۔ ۳۰ھ میں اُس کے قتل کے بعد اُس کا نوخیز لڑکا فیروز سوم کے لقب سے اُس کا جانشین تخت نشین ہوا تو شاہِ چین نے بھی رسماً اور رعایۃً اس کو شاہِ ایران کی حیثیت سے تسلیم کرلیا مگر فوجی امداد نہیں دی۔ البتہ تخارستان کے حاکم نے کچھ امداد کی۔ ۵۵ھ کے اندر امیر یزید ابن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ ولی عہدی میں فیروز شاہِ

چین کے پاس گیا تو شاہ نے اس کی خاطر تواضع کی اور ایرانی طرز کا آتشکدہ والا معبد بنانے کی بھی اس کو اجازت دے دی۔ چینی عوام اپنے محاورہ میں فیروز کو پیلوسہ PI-LU-SSEH کہتے تھے۔ جب فیروز شاہ بھی مر گیا تو اس کا بیٹا نرسی جس کو چینی ''نی نیئسی (NI-NIE-SHEH) کہتے تھے۔ وہ جانشین ہوا اور پھر تخارستان چلا گیا اور سجستان (سیوستان) کے سرحدی مقام زَرَنج کو اس نے اپنا مستقر (ہیڈ کوارٹر) بنالیا۔ مگر بالآخر مسلمانوں کے حملہ اور تعاقب کی تاب نہ لا کر یہ بھی ۸۰ھ میں چین واپس چلا گیا اور پھر بیمار ہو کر مر گیا۔ ۱۰۰ھ میں جو خلفاءِ بنی اُمیّہ کا عہد ہے، یزدگرد کی اولاد کا کچھ حال معلوم ہوتا ہے۔ اُس کے بعد کچھ پتا نہیں چلتا کہ اُس کی نسل کا کیا انجام ہوا، البتہ امیر قُتیبہ بن مسلم نے جب اُموی عہد کے اندر ان ایرانی اطراف میں چڑھائی کی تو پھر اس خاندان کی دو لڑکیاں گرفتار ہو کر آئیں جن کے متعلق مؤرخین کہتے ہیں کہ وہ یزدگرد کے بیٹے فیروز کی بیٹیاں تھیں۔ اُن میں سے ایک لڑکی شاہ آفرید بنتِ فیروز ثالث ابن یزدگرد۔ حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے پوتے اُموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حرم میں داخل ہوئی جس کے بطن سے جناب مروان رضی اللہ عنہ کا پڑپوتا یزید بن ولید پیدا ہوا۔ چنانچہ شہزادہ یزید بن ولید بطور محاورہ ضرب المثل ایک شعر کہا کرتا تھا کہ:

اَنَا ابْنُ کِسْریٰ وَ اَبِی مَرْوَانُ　وَ قَیْصَرُ جَدِّیْ وَ جَدِّیْ خَاقَانُ

ترجمہ: میں کسریٰ کا بیٹا ہوں اور مراون میرے جد ہیں۔ قیصر بھی میرا جد (نانا) اور خاقان میرا (پرنانا) ہے۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ شاہ آفرید بنتِ فیروز بن یزدگرد کی ماں قیصرِ روم کی بیٹی اور اُس کی ماں خاقانِ چین کی بیٹی تھی۔ دوسری لڑکی ایک غیر معلوم الاسم مسلمان مجاہد کو بطور باندی کے دے دی گئی۔ یہ تو ہوا، لیکن یزدگرد کی اپنی کوئی بیٹی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت حسین بن علی اور محمد بن ابی بکر کو ہرگز نہیں بانٹی گئی۔ یہ غلط روایت زمخشری نے چلائی ہے۔ ورنہ اس سے دو اڑھائی صدی پہلے کے مؤرخین لکھتے ہیں کہ جناب زین العابدین کی والدہ سِندیّہ خاتون تھیں۔ چنانچہ علامہ ابن قُتیبہ متوفّٰی ۲۷۲ھ لکھتے ہیں:

وَ یُقَالُ اِنَّ اُمَّہٗ سِنْدِیَّۃٌ یُقَالُ لَھَا سُلَافَۃُ وَ یُقَالُ غَزَالَۃُ خَلَفَ عَلَیْھَا بَعْدَ الْحُسَیْنِ زُبَیْدُ مَوْلَی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ فَوَلَدَتْ لَہٗ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ زُبَیْدٍ فَھُوَ اَخُوْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ لِاُمِّہٖ وَ رَوٰی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: زَوَّجَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ اُمَّہٗ مِنْ مَوْلَاہُ وَاَعْتَقَ جَارِیَۃً لَّہٗ وَ تَزَوَّجَھَا فَکَتَبَ اِلَیْہِ یُعَیِّرُوْہُ بِذَالِک فَکَتَبَ اِلَیْہِ عَلِیٌّ قَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ قَدِ اعْتَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ صَفِیَّۃَ بِنْتَ حُیَیٍّ وَ تَزَوَّجَھَا وَ اَعْتَقَ زَیْدَبْنَ حَارِثَۃَ وَ زَوَّجَہٗ اِبْنَۃَ عَمَّتِہٖ زَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ.

ترجمہ: کہتے ہیں کہ اُن (زین العابدین) کی والدہ سندھی عورت تھیں، جن کو سُلافہ یا غزالہ کہا جاتا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت کے آزاد کردہ غلام زبید اُن کے شوہر ہوئے تو زبید سے سلافہ یا غزالہ نے عبیداللہ بن زبید نامی لڑکا جنا سو وہ علی بن حسین کے اخیافی (باپ سے سوتیلے ماں شریک) بھائی ہوئے۔ اور علی بن محمد عثمان سے روایت کرتے

ہیں کہ عثمان نے کہا کہ: ”علی بن حسین نے اپنی ماں کو اپنے غلام سے بیاہ دیا اور اپنی ایک باندی کو آزاد کر کے اس سے خود نکاح کر لیا تو اس پر عبدالملک اُموی نے زین العابدین کو عار اور شرم دلاتے ہوئے خط لکھا تو انھوں نے جواباً لکھا کہ تمہارے لیے بہترین مثال اور نمونۂ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے (فتح خیبر کے بعد وہاں کے سردار کی قید ہو کر اور باندی بن کر ملنے والی بیٹی) سیدہ صفیہ کو آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا اور زید بن حارثہ کو آزاد کیا اور اپنی پھوپھی کی لڑکی زینب بنت جحش کو زید سے بیاہ دیا تھا۔ (اَلْمَعَارِفُ لِابْنِ قُتَیْبَہ، ص:۹۴)

علامہ طبری متوفّٰی ۳۱۰ھ نے بھی یہی واقعہ دو جگہ نقل کیا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ذکر میں سے علی الاصغر زین العابدین کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

۱۔ اُمُّ الْاَصغرِ اُمُّ وَلَدٍ قَالَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ کَانَتْ تُدْعٰی سُلَافَۃُ وَ یُقَالُ اِنَّ اِسْمَھا جَیْدآءُ.

علی اصغر (علی زین العابدین) کی والدہ ایک باندی تھی۔ علی بن محمد نے کہا ہے کہ اس کو سُلافہ کے نام سے پکارا جاتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام جیداء ہے۔

(طبری، ص:۱۹، جلد:۱۳)

۲۔ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ وَ اُمُّـہٗ غَزَالَۃُ اُمُّ وَلَدٍ خَلَفَ عَلَیْھَا بَعْدَ الْحُسَیْنِ زُبَیْدُ مَوْلَی الْحَسَیْنِ فَوَلَدَتْ لَہٗ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ زُبَیْدٍ وَ ھُوَ اَخُوْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ.

علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ان کی والدہ غزالہ باندی تھیں۔ حضرت حسین کے بعد حسین کے آزاد کردہ غلام زبید ان کا شوہر ہوا تو (سُلافہ یا) غزالہ نے زبید سے عبداللہ بن زبید کو جنا اور وہ عبداللہ علی بن الحسین (زین العابدین) کے (اخیافی) باپ سے سوتیلے اور ماں سے شریک بھائی ہیں۔ (طبری، ص:۸۸، جلد:۱۳)

۱۰۔　مشہور شیعہ مصنف ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب المناقب کے اندر یہ افواہ جیسی گھڑنت روایت لکھ دی ہے کہ علی بن الحسین کی والدہ شاہِ ایران کی لڑکی تھیں۔ پھر اُن کے عقدِ ثانی کو چھپانے کے لیے کبھی تو یہ کہا کہ وہ کربلا میں موجود ہی نہیں تھیں۔ وہ اپنے فرزند (زین العابدین) کی ولادت کے بعد ہی فوت ہو گئی تھیں۔ اور کبھی یہ بے پر کی اُڑائی ہے کہ:

اِنَّھَا اَلْقَتْ نَفْسَھَا فِیْ الْفُرَاتِ. شہر بانو نے دریائے فُرات میں چھلانگ لگا کر موت قبول کر لی تھی۔

ان تمام خرافات اور سراسر گھڑنت اور جھوٹے قصہ کہانی کی مشہور شیعہ کتاب ”مجاہد اعظم“ کے مصنف نے ان الفاظ میں تردید کی ہے کہ:

”انہی غلط، موضوع اور بے بنیاد روایات میں یہ قصہ بھی نہایت مشہور ہے کہ حضرت کی شہادت کے بعد جب آپ کا گھوڑا چشمہ پر آیا تو جنابِ شہر بانو سوار ہو کر رَے (موجودہ تہران) کی طرف چلی گئیں۔

راستے میں اُن کا بھائی ''شہر یار'' جو کمک کے واسطے لشکر لیے ہوئے آرہا تھا، بہن سے ملا اور اس وجہ سے کہ واقعاتِ شہادت ہو چکے تھے، بہن کو ساتھ لے کر چلا گیا۔'' (مجاہدِ اعظم، ص:۲۷۳)

۱۱۔ آخر میں مشہور شیعہ مؤرخ ونسّاب جو نسباً حسنی اور مَولدًا کرمانی ہے یعنی ''احمد ابن علی حسنی'' مؤلف ''عمدۃ الطالب'' نے مجبور ہو کر لکھ دیا ہے کہ:

وَ قَدْ مَنَعَ اَكْثَرَ مِنَ النَّسَابِيْنَ وَالْمؤَرِّخِيْنَ وَ قَالُوْا اِنَّ بِنْتِيْ يَزد جرد كَانَتَا مَعَهُ حِيْنَ ذَهَبَ اِلٰى خُرَاسَانَ وَ قِيْلَ اِنَّ اُمَّ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ مِنْ غَيْرِ وَلَدِهٖ وَقَدْ اَغْنَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ بِمَا حَصَلَ لَهُ مِنْ وِّلَادَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وِلَادَةِ يَزْدَجَرْدُ اِبْنِ شهر يار المَجُوسيّ الْمَوْلُوْدِ مِنْ غَيْرِ عَقْدٍ عَلٰى مَا جَاءَ تْ بِهِ التَّوَارِيْخُ وَالْعَرَبُ لَا تَعُدُّ لِلْعَجَمِ فَضِيْلَةً وَ اِنْ كَانُوا مُلوكاً.

اکثر نسابین ومؤرخین نے (اس واقعہ اور روایت سے انکار کیا ہے۔ کہ (والدہ زین العابدین بنتِ یزدگرد تھیں) اور وہ کہتے ہیں کہ یزدگرد جب خراسان کی طرف گیا تو اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ زین العابدین کی والدہ اُس کی اولاد سے نہ تھیں اور اللہ تعالیٰ نے علی بن حسین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں ہونے کی فضیلت کے باعث یزدگرد بن شہر یار مجوسی جو بے نکاحی عورت سے پیدا ہوا تھا اس کی اولاد میں سے ہونے کی نسبت سے مستغنی کر دیا تھا، جیسا کہ (اکثر) کتب تاریخ میں مذکور ہے اور پھر عرب اہل عجم کی کسی فضیلت کو چاہے وہ بادشاہوں کی اولاد ہی کیوں نہ ہوں کسی شمار میں نہیں لاتے تھے۔

(عمدۃ الطالبِ فی انسابِ آل ابی طالبٍ۔
ص:۱۹۳، مطبعہ حیدریہ، نجف، عراق۔۱۳۸۱ھ۔۱۹۶۱ء)

(مطبوعہ: پندرہ روزہ ''الاحرار'' لاہور، شمار:۱۹، ۲۰، جلد:۱۳، جنوری ۱۹۸۴)